درسِ نظامی میں شامل اصول حدیث کی کتابیں اوراس کی تدریس

چندتوجہ طلب پہلو!

مولانا بلال احمد

ہمارے درسی نصاب میں علمِ ''مصطلح الحدیث'' پراہمیت کی حامل بنیادی کتابیں شامل ہیں، جن میں سے چند''وفاق المدارس العربیۃ پاکستان'' کے نصاب کا حصہ ہیں اور کچھ کتابیں مختلف مدارس نے اپنے ماحول اورضرورت کے پیش نظر نصاب میں شامل کررکھی ہیں، وفاق المدارس کے نصاب میں یہ کتبِ مصطلح شامل ہیں:

(۱)......خير الأصول في حديث الرسول ،حضرت مولانا خیرمحمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۰ھ) درجہ سادسہ میں۔

(۲)......مقدمه لمعات التنقيح، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) درجہ سابعہ میں۔

(۳)......نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر ،حافظ احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) درجہ سابعہ میں۔

(۴)......تدريب الراوي في شرح التقريب للنواوي علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) درجہ سابعہ میں۔

کسی بھی طالب علم سے اصولِ حدیث کی نصابی کتابوں کا سوال کیا جائے، تو وہ عموماً انہی کتابوں کا نام لے گا، مگر نصاب میں دوایسے مجموعے بھی شامل ہیں، جو علوم حدیث کے بنیادی مصادر ہیں، تاریخ علوم حدیث میں ان کی اہمیت اور مقام ہمیشہ ممتاز حیثیت کا حامل رہا ہے، وہ دو مجموعے یہ ہیں:

(۴)......مقدمة الجامع الصحيح لمسلم ،امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) دورہ حدیث میں۔

(۵)...... العلل الصغير ،امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی رحمہ اللہ تعالی (متوفی ۲۷۹ھ) دورہ حدیث میں۔

ان کتب کے علاوہ بعض مدارس میں '' تيسير مصطلح الحديث ''شامی محقق محترم دکتور محمود الطحان شافعی کی تالیف

کردہ بھی شامل ہے جو معاصر اسلوب میں لکھی گئی ابتدائی کتابوں میں سے ہے۔

نصاب میں شامل ان سب کتابوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے،لیکن یہاں چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں:

خوبیاں:......اگرچہ ''خیر الاصول'' دیکھنے میں پندرہ سولہ صفحات کا چھوٹا سا رسالہ ہے،لیکن وہ بڑی بڑی مباحث جو مختلف کتابوں میں کئی کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، اِس اُردو رسالہ میں ایک دو سطروں کے اندر بیان کردی گئیں ہیں ،اگر چہ مثالیں نہ ہونے کی وجہ سے بات سمجھنے میں دقت ہوتی ہے،لیکن تعریفات اور اصطلاحات بیان کرنے میں اس کا ثانی نہیں ہے۔

اس کے بعد ''مقدمہ لمعات التنقیح ''(جوحقیقت کے برعکس ''مقدمہ مشکوٰۃ'' کے نام سے مشہور ہوگیا ہے)بڑی اہمیت کا حامل مقدمہ ہے،جس میں انتہائی آسان اسلوب میں جامعیت کے ساتھ ''اصولِ حدیث'' کے مباحث ذکر کیے گئے ہیں،اگرچہ یہ شیخ کی مستقل کتاب نہیں بلکہ مشکوٰۃ المصابیح کی شرح'' لمعات التنقیح ''کا مقدمہ ہے،جس سے شرح کتاب سمجھنے میں مدد اور سہولت فراہم کرنا مقصود تھا،شاید اسی وجہ سے اسے ہندوستانی مطبوعہ نسخوں کے شروع میں رکھا گیا ہے اور داخل درس بھی ہے۔

اسی طرح ''نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر'' حافظ ابن حجرؒ کی وہ معرکۃ الآراء تالیف ہے،جس نے اپنے سے پہلے لکھی گئی کتابوں کی جگہ لے کر اپنا سکہ جمایا ہے اور بعد میں آنے والی تالیفات پر اپنا خاص اثر ڈالا ہے،اِس کتاب کی اہمیت اور خصوصیات سے صرفِ نظر ممکن نہیں ہے،خصوصاً حافظ صاحبؒ کا اپنا ایجاد کردہ انوکھا اسلوبِ بیان، ذخیرۂ مصطلح میں ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔

''مقدمہ مسلم'' امام مسلمؒ کی صحیح کا وہ شہرۂ آفاق مقدمہ ہے، جو علوم الحدیث کی بالکل ابتدائی کتابوں اور بنیادی مصادر میں شامل ہے،جس میں انہوں نے قدیم محدثین کے طرز پر علوم الحدیث کی انواع کا نام لیے بغیر وہ قواعد وکلیات ذکر کیے ہیں، جو بعد میں آنے والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے ہیں۔

اس کے بعد ''تدریب الراوی'' کا مقام اور اہمیت ڈھکی چھپی بات نہیں،اصل کتاب ''التقریب'' علامہ نواویؒ (متوفی ۶۷۶ھ) نے'' إرشادُ طلابِ الحقائق إلىٰ معرفةِ سنن خير الخلائق ''کے خلاصہ کے طور پر تالیف کی تھی،علامہ سیوطیؒ نے اس کی ایسی شرح تالیف کی اور اس میں وہ معلومات جمع کیں کہ اسے ''مصطلح الحدیث'' کے اہم مراجع کی فہرست میں شامل کردیا ہے،علوم الحدیث کی بانوے انواع پر مشتمل یہ کتاب اس علم کا بڑا اہم ذخیرہ ہے۔

خامیاں اور ان کے اسباب:......یہ ہمارے نصاب میں شامل علوم حدیث کی کتابوں کی اہمیت اور ہمارے نصاب کی خصوصیات ہیں،اب اُن وجوہ واسباب کی طرف دیکھتے ہیں،جن کے ہوتے ہوئے توقع کے مطابق اِن کتابوں کی درس وتدریس کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آرہے ہیں اور فضلاء کو علوم حدیث سے مناسبت کی کمی دکھائی دیتی ہے۔

پہلی وجہ:……

(الف)……غور کیا جائے تو ہمارے آٹھ سالہ نصاب کے صرف دو سالوں درجہ سادسہ، درجہ سابعہ میں اصولِ حدیث کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، درجہ سادسہ میں صرف ''خیر الاصول'' پر اکتفاء کیا جاتا ہے، خامسہ اور اس سے نچلے درجات کے طلباء کے لیے اس موضوع پر کوئی مواد نہیں ہے۔

(ب)……اس کے بعد دوسرے سال درجہ سابعہ میں دو کتابیں ''تدریب الراوی'' اور ''نزھۃ النظر'' شامل نصاب ہیں، ان میں سے ''تدریب الراوی'' کو عموماً عبارت پڑھ کر اور خاص خاص جگہوں کا ترجمہ کرا کر ختم کرا دیا جاتا ہے، جبکہ اصل اہمیت اور توجہ ''نزھۃ النظر'' کو ملتی ہے، لیکن اِس کی تعلیم وتفہیم میں مبتدی تو مبتدی، منتہی کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں؛ کیونکہ حافظ ابن حجرؒ کے اسلوب ومنہج سے واقفیت کا فقدان ہے، سوان کتابوں کو فنی نقطۂ نظر سے پڑھانے کے بجائے نصاب اور امتحان میں شامل ہونے کی وجہ سے اردو شروحات کی مدد سے حل کرنا مطمحِ نظر ٹھہرتا ہے۔

دوسری وجہ:……

(الف)……اِن کتابوں کی تعلیم وتربیت کے زمانہ میں تدریب وتمرین کی قلت، فن کی مصطلحات اور مباحث کو سمجھنے میں اثر انداز ہوتی ہے۔

(ب)……نیز درسی نصاب میں احناف کی اصولِ حدیث پر کتابوں سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ سوچ پروان چڑھتی ہے کہ شاید حدیث، اصولِ حدیث پر شوافع اور دیگر اہل فقہ کا زیادہ کام ہے اور یہ دونوں میدان اُن کے لیے ہیں، حالانکہ یہ مشترکہ ورثہ ہے، جس طرح دیگر مذاہب کے علماء نے اس فن پر کتابیں لکھی ہیں، احناف کا دامن بھی اس سے خالی نہیں ہے۔

تیسری وجہ:……دوران تدریس اصول حدیث کے مصادر ومراجع اور ان میں باہم فرق سے عدم واقفیت فن اور کتاب کو سمجھنے میں مخل ہے، نتیجۃً دورہ حدیث کر لینے والا ایک فاضل ''نزھۃ النظر'' ہی تک محدود رہتا ہے اور ایک مغلق مختصر ترین کتاب سے استفادہ مشکل ہونے کے ساتھ محدود بھی ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ:……علوم حدیث میں جہاں ایسی مباحث آتی ہیں جن میں ''احناف فقہاء واصولیین'' کا اختلاف ہے، جیسے متواتر، آحاد، شاذ، مرسل، منکر، زیادات الثقات وغیرہ، ان میں احناف کے نکتۂ نظر کی وضاحت ضروری ہے، لیکن نہیں کی جاتی، جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے باوجود کہ درجہ ثالثہ سے اصول فقہ کی کتابیں مسلسل پڑھتے چلے آتے ہیں اور وہاں سنت کی بحث میں یہ اصطلاحات اور ان کے احکام پڑھ کر آتے ہیں، جب مصطلح الحدیث کی کتابوں میں محدثین کا موقف پڑھتے ہیں، اور کتابوں کے حواشی پر یا دوسری جگہ مستدلاتِ احناف کے ساتھ مختلف اصطلاحات کے لاحقوں پر نظر پڑتی ہے، تو یہ وسوسے آنے لگتے ہیں کہ احناف کی مستدلات کمزور کیوں ہیں؟ کیونکہ بہت سی ایسی اصطلاحات جن کے ذیل میں آنے والی روایات کو احناف استدلال کے لیے قبول کرتے ہیں، وہی اصطلاحات اور ان کے ذیل میں آنے والی

احادیث محدثین کے ہاں ضعیف اور کمزور قرار پاتی ہیں، ایسے موقعوں پر دونوں کے موقف کی تفصیل اور باہم فرق کو سمجھانا ضروری ہے۔

پانچویں وجہ:...... ہمارے طلبہ، مدرسین چونکہ اصولِ فقہ کے انداز سے واقف اور اسی سے مناسبت رکھتے ہیں، درسی مزاج اور سہولت کے پیش نظر حافظ صاحب نے بھی نزہہ میں اسی انداز کی پیروی کرنے کی کوشش کی ہے، تو پڑھنے اور پڑھانے والوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اصولِ حدیث کے مباحث بھی تقسیم کے ساتھ ہی ہوں گے، جیسے اصول فقہ میں تقسیمات ہیں، نوع درنوع منضبط انداز میں بحث چلتی ہے، جس کی وجہ سے ابحاث کو سمجھنا آسان ہوتا ہے، حالانکہ اصول حدیث کا انداز یکسر مختلف ہے، کیونکہ اس علم کا مزاج انضباط نہیں انتشار ہے، اس میں تقسیمات اور وجہ حصر قائم کرنا مشکل ہے، اگرچہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی کافی کوشش کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس انداز سے بعض جگہ تعبیر میں سقم اور بعض جگہ "فنی اغلاق" پیدا ہوا ہے اور کتاب کے ساتھ فن (مصطلح الحدیث) کو سمجھنا بھی دشوار بن گیا ہے، مگر مصطلحات کی بحثوں کو بخوبی سمجھنے کے لیے ہر بحث کو الگ الگ دیکھنا پڑتا ہے، لہٰذا دوران تدریس اصول حدیث اور اصول فقہ کے فنی مزاجوں میں فرق واضح کرنا ضروری ہے۔

چھٹی وجہ:......ان کتابوں کو پڑھانے والے مدرس کی فن کے بجائے کتاب کی حد تک نظر ہوتی ہے اور اس میں مؤلف کی ذکر کردہ عبارت کے بین السطور اور خلفیات سے زیادہ، ترجمہ اور ظاہری مطلب بیان کرنے تک اس کی کوشش رہتی ہے، فن کی دوسری کتابوں اور مصطلحات کو احادیث پر منطبق کرنے کا کبھی تجربہ نہیں رہا ہوتا، تو سننے اور سیکھنے والوں کو فن کا مزاج منتقل نہیں ہو پاتا اور اصول فقہ یا دوسرے قواعد کی کتابیں پڑھتے ہوئے ان کی جو ابتدائی کیفیت ہوتی ہے، وہ اس سے بھی دور ہوتے ہیں۔

یہ ایک نظر میں سمجھ آنے والے وہ اسباب اور وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ علم (مصطلح الحدیث) درس نظامی کے طلباء کے لیے کافی دشوار اور خشک ہو چکا ہے، ان اسباب کی فہرست میں وسعت بھی ہو سکتی ہے اور کسی کی رائے اس سے مختلف ہونا خارج از امکان بھی نہیں۔

اصطلاحات وتجاویز:......اب ہم اُن پہلوؤں اور امکانات پر نظر ڈالتے ہیں، جن کے ذریعے موجودہ فضاء میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے اور ہم اصول حدیث کے حوالے سے اپنے ماحول کو مزید نکھار سکتے ہیں......ذہن میں آنے والے چند امکانات یہ ہیں:

(۱)......فن مصطلح الحدیث کی کتب کو "درجہ خامسہ" سے شروع کیا جائے، اس کی ترتیب یہ رکھی جا سکتی ہے کہ درجہ خامسہ میں "خیر الاصول" شامل نصاب ہو، اس کو یاد کرا دیا جائے، چاہے اس کی مثالیں سمجھانے کا موقع نہ ہو، لیکن نظری طور پر اس کی تمرین کرائی گئی ہو، یہ تمرین سوالات کے ذریعہ ہو گی، جس کے ذریعہ روزانہ کے آموختہ اور سارے رسالے

کو دہرایا جائے گا، تعریف بتا کر اصطلاح اور اصطلاح بتا کر تعریف پوچھنا، اسی طرح ہر سبق میں نمبر بتا کر اس کا مواد اور مواد بتا کر اس کا نمبر اور عنوان کا سوال کیا جائے، منزل سنانے کی طرح نہیں۔

مدرس کی نظر کم از کم مصطلحات کی متوسط کتابوں پر ہونی چاہیے، جو مشہور اور بآسانی دستیاب ہوتی ہیں، ورنہ مولانا عبید اللہ صاحب اسعدی کی تالیف ''علوم الحدیث'' پر ضرور ہونی چاہیے، جو مجلس نشریات اسلام کراچی سے چھپی ہوئی ملتی ہے ،کم از کم اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے مدرس کا لب ولہجہ مختلف ہوگا اور وہ محض ایک چھوٹے سے رسالہ کو پڑھانے اور یاد کرانے کے بجائے ایک فن کو شروع کرانے کے انداز سے طلبہ کو چلائے گا، اس کے باوجود کہ وہ کتاب کے سارے مواد سے روشناس نہیں کرائے گا، نہ ہی اس کا پابند بنائے گا، ممکن ہے کہ اس کی بعض تعبیرات سے کسی کو اختلاف ہو، لیکن...... یہ کسی بھی عربی کتاب کے ترجمہ یا معاصرین بالخصوص ''دکاترہ'' (دکتور کی جمع) کی لکھی ہوئی کتابوں سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔ پاک و ہند میں حدیث اور علوم حدیث کے حوالے سے تحقیقی کام کرنے والی دو بنیادی شخصیات ''مولانا حبیب الرحمان اعظمی'' اور ''مولانا عبد الرشید نعمانی'' رحمہما اللہ نے مؤلف کی محنت کو سراہا ہے، خصوصاً مولانا حبیب الرحمان اعظمی نے اسے مبتدئین کے لیے مفید بھی بتلایا ہے۔

مولانا نور البشر صاحب مدظلہ جو کئی کتابوں پر بشمول فتح الملہم تعلیقات لکھ چکے ہیں، آنجناب نے ''خیر الاصول'' کی تعریب کر کے اس پر بیش قیمت تعلیقات کا اضافہ'' بلوغ المأمول في خير الأصول '' کے نام سے کیا ہے، شروع میں تقریباً بیس صفحات کا مقدمہ اور آخر میں تین طرح کی فہارس بہت خوب ہیں، ان تعلیقات کی وجہ سے ''خیر الاصول فی حدیث الرسول'' میں محسوس ہونے والی کمی ختم ہوگئی ہے، یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

(۲)...... درجہ سادسہ میں ''خیر الاصول'' کا امتحان لے کر ''مختصر الجرجانی'' یا اس جیسے کم ضخامت والے رسائل کو پڑھانے کے لیے موقع نکالا جائے، یہ رسالہ پچھلے دور میں نصاب کا حصہ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ ''سنن الترمذی'' کے ہندی طباعت والے نسخوں کے شروع میں ملحق کر کے چھاپا جاتا ہے، علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی رحمہ اللہ کے اس رسالہ کی شرح علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ''ظفر الأماني في مختصر الجرجاني '' کے نام سے کی ہے، جس میں مثالیں اور علامہ سیوطیؒ کی طرح بہترین نقول جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کی بھی اچھی اور سلیس شرح کی، اس پر شامی حنفی محقق اور محدث شیخ عبد الفتاح ابوغدۃ کی تحقیق اور تعلیق، استدراکات، تنبیہات نے اس کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے ،مدرس اس شرح اور استدراکات کو اپنے مطالعہ میں رکھے، تو اس کی معلومات اور اسلوب بیان میں کافی فرق آئے گا۔

(۳)...... مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا ''مقدمہ فتح الملہم '' جو'' مبادي في علوم الحديث '' کے نام سے شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، یہ ہمارے اکابرِ دیوبند کا ورثہ ہے، فنی طور پر بھی اسے اعلیٰ مقام حاصل ہے، اور مؤلف کے حنفی ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت اور امتیازی شان کا حامل ہے، اس درجہ کے نصاب میں مدرسین اور دورہ

حدیث کے طلبہ کے مطالعہ کے لیے شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد درجہ سابعہ میں ''نزھۃ النظر'' اور ''مقدمہ لمعات التنقیح'' یا ''تدریب الراوی'' پڑھائی جائیں۔

(۴)......مگران کتب کی تدریس ایسے افراد کے سپرد کی جائے جو علیٰ وجہ البصیرہ یہ کتب پڑھاسکیں، مسائل بھی سمجھائیں اور حافظ صاحب کی تعبیر بھی، صرف کتاب پڑھانے پر اکتفاء کرنے کے بجائے فن پر ان سے پہلے اور ان کے بعد لکھی گئی کتابوں کا بھی ہلکا پھلکا تعارف کروائیں، ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لئے مدرس کی نظر فن کی دوسری کتابوں پر بھی ہوگی، کتابوں کا تعارف کرانے گے اور بالخصوص بعض معرکۃ الآراء مقامات کے لئے خاص کتابوں اور مؤلفین کی نشاندہی کرانے سے طلبہ میں اس فن کا خاص ذوق اور ملکہ پیدا ہوگا، جو آگے چل کر ان کو نہ صرف دورہ حدیث کی کتابوں اور ان کے مباحث کو خوب شوق اور رغبت سے پڑھنے میں معاون ہوگا، بلکہ علم اور تحقیق کی دنیا میں بھی کام آئے گا، اسی طرح ''نزھۃ النظر'' میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے منفرد اسلوب کو بھی خوب اہتمام سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

(۵) پانچویں بات جس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے، وہ علوم حدیث اور اصول فقہ کی کتاب پڑھانے والے مدرس کا باذوق ہونا ہے، جس کے لیے فن کی کتابوں اور اس کے معرکۃ الآراء مسائل نیز ان مسائل اور مشکلات کے حل اور سمجھنے کے لیے متعلقہ مقامات سے واقفیت اور مناسبت پیدا کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ ذوق سے ہی ذوق منتقل ہوتا ہے۔

اور ہمارے بزرگ مختصر تقریر سے جو کچھ سکھاتے اور مختصر وقفہ میں جو بڑے نکات سمجھاتے تھے، اس کا راز بھی اساتذہ فرماتے ہیں کہ ذوق ہی میں ہے، کہ ان کی تعلیم اور تربیت میں الفاظ سے زیادہ ان کے علم اور عمل کا ذوق نمایاں ہوتا ہے، جو برسوں کی محنت، ریاضت اور صحبتوں سے حاصل کیا ہوا ہوتا تھا، ان کی نقل اتار کر ذوق و مذاق بنانے کی کوشش کی جائے تو نتائج خاطر خواہ مل سکتے ہیں، چاہے سامنے کوئی بھی کتاب رکھی ہوئی ہو۔

صرف یہ تجربہ بھی باقی سب تبدیلیوں اور مشوروں کی جگہ لے سکتا ہے، کسی بڑی نصابی تبدیلی کے بغیر بھی صاحب ذوق ماحول اور مخاطبین کے بارے میں بآسانی فیصلہ کر کے کوئی بھی مفید اسلوب اور انداز اختیار کرسکتا ہے۔ اگر مدرسین اپنے مطالعہ اور وسعتِ نظر کے لیے فرصت پاسکیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ درس گاہ سے ایسے افراد تیار نہ ہوں، جو آگے چل کر حدیث اور علوم حدیث کے حوالے سے گہری بصیرت کے حامل ہوں، اس عنوان سے فتنے اور مسائل کھڑے کرنے والوں کا راستہ روکنے والے ہوں، اور علماءِ ہند کی خدماتِ حدیث کے ذوق سے حصہ پاکر اس میدان کی ضرورتوں میں کام آسکیں۔

☆......☆......☆